پیر جھنڈو خاندان کی خدماتِ حدیث

عبدالعزیز نھڑیو ☆

مسلمانوں نے ابتدائے اسلام سے ہی خدمت حدیث کی طرف توجہ کی اور حدیث کو قرآن مجید کے ساتھ ساتھ بقیہ علوم کے مقابلے میں زیادہ اہمیت دی اور پوری توجہ اس پر صرف کی اور ایسی خدمت کی کہ دنیا کی کوئی قوم اپنی روایات کی حفاظت کی ایسی مثال پیش نہیں کرسکتی۔ ہر دور میں مسلمانوں نے حدیث کو قرآن کے ساتھ احکام اسلام کا دوسرا مصدر قرار دیا اور واضح الفاظ میں اعلان فرمایا کہ شریعت اسلامی کے دو ہی بنیادی سرچشمے ہیں ''قرآن مجید اور حدیث نبوی ﷺ'' قرآن مجید کی حیثیت اصل اور متن کی ہے اور حدیث اس کی شارح اور مبین ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وانزلنا الیك الذکر لتبین للناس ما نزل الیهم و لعلهم یتفکرون (النحل:۱۶)

''اور ہم نے تیرے اوپر یہ ذکر (قرآن مجید) اتارا تاکہ لوگوں کے سامنے وہ چیز جو ان کے واسطے اتری بیان کر دے، تاکہ وہ اس میں غور وفکر کریں۔''

یہی وجہ ہے کہ دور رسالت اور اس کے بعد بھی ہر دور میں آنحضرت ﷺ کے قول وفعل کو اسی طرح واجب الاطاعت سمجھا گیا، جس طرح قرآن مجید کو تسلیم کیا گیا۔ قرآن مجید اس کی وضاحت فرماتا ہے:

وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی (النجم:۵۳:۳،۴)

''اور نہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔''

قرآن مجید نے دوسری جگہ اس کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ:

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (النساء:۴:۸۰)

''جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔''

نبی ﷺ کو حدیث کی حفاظت و روایت منظور و مطلوب تھی۔ چنانچہ آپ نے روایت حدیث کی ترغیب دلاتے ہوئے مختلف مواقع پر ارشادات فرمائے ہیں۔

لیبلغ الشاهد الغائب (۱)

☆ لیکچرار اسلامک کلچر، گورنمنٹ ڈگری کالج، کالی موری، حیدر آباد، سندھ

’’جو موجود ہیں وہ غیر موجود لوگوں تک پہنچادیں۔‘‘

تسمعون ویسمع منکم ویسمع ممن یسمع منکم (۲)

’’تم مجھ سے سنتے ہو دوسرے لوگ تم سے سنیں گے اور پھر ان سے اور لوگ سنیں گے۔‘‘

نضر اللہ امرأ سمع مقالتی فوعاھا وحفظھا وبلغھا (۳)

’’اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو رونق و تابندگی عطا کرے جس نے میری بات سن یاد رکھی اور دوسرے شخص تک پہنچائی۔‘‘

آپ ﷺ کے اس فرمان کے مطابق آپ کی حدیث نسل در نسل منتقل ہوتی رہی اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاھلین (۴)

’’اس علم (قرآن و حدیث) کو ہر زمانہ کے عادل و معتبر لوگ ایک دوسرے سے حاصل کرتے رہیں گے اس میں زیادتی کرنے والوں کو تحریف و تبدیلی کو اور باطل پسندوں کی حیلہ جوئی کو اور جاہلوں کی تاویل کو ختم کرتے رہیں گے۔‘‘

نبی ﷺ کی اس پیشنگوئی کے مطابق دینی علم سیکھنے، سکھانے، یاد کرنے اور امانت سے دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔ یہ بھی ایک حقیقت ثابتہ ہے کہ مسلمان جہاں بھی جاتے تھے وہاں علم کا علَم بلند کرتے تھے اور بلا تمیز رنگ و نسل مقامی باشندوں کو علم کی دولت سے مالامال کرتے تھے۔ نبی ﷺ کے ارشادات **بلغوا عنی ولو آیۃ** اور **الحکمۃ ضالۃ المؤمن** ان کے ذہن میں محفوظ تھے اور ہادیٔ اعظم ﷺ کے ہر قول و فعل اور دنیا کی ہر نیکی اور علم کو ایک مقدس امانت تصور کرکے اسے دوسروں تک پہنچانا اپنا فرض سمجھتے تھے۔

برصغیر پاک و ہند میں اسلام کا پیغام سندھ کے ذریعے پہنچا۔ ۹۳ھ میں محمد بن قاسم ثقفی کے ہاتھوں سندھ کا علاقہ فتح ہوا اور اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھی گئی۔ یہاں تابعین اور تبع تابعین بھی تشریف لائے، جن میں موسیٰ بن یعقوب ثقفی، اسرائیل بن موسیٰ بصری، یزید بن ابی کبشہ دمشقی، ربیع بن صبیح، مکحول بن عبداللہ، عبدالرحمٰن اوزاعی، ابو معشر نجیح بن عبدالرحمٰن سندھی خاص طور پر قابل ذکر ہیں، جنہوں نے یہاں علم حدیث کا درس دیا۔ ان ہی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ تھا کہ یہاں کے باشندوں کا عموماً تعلق براہ راست کتاب و سنت سے رہا۔

اہل عرب کو علم حدیث اور اس کی اشاعت کے ساتھ خاص شغف رہا ہے۔ اس لئے جہاں ان کی فتوحات کے قدم پہنچے وہاں قرآن و حدیث کی درسگاہیں قائم ہوئیں۔ سندھ میں منصورہ اور دیبل کی اسلامی ریاستوں میں سندھی علماء و محدثین کی قائم کی ہوئی درسگاہیں عالمی شہرت رکھتی تھیں، جہاں سے بڑے بڑے رجال حدیث پیدا ہوئے، جنہوں نے خدمت حدیث میں بڑی شہرت پائی۔ خود عرب کے لوگ ان سے استفادہ کے لئے سندھ تشریف لائے' تمام مؤرخین علماء سندھ کے مقام و مرتبہ اور ان کی خدمات حدیث کا اعتراف کرتے ہیں اور ان کی زبان دانی کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ مشہور محدث علامہ ابو سعد عبدالکریم سمعانی نے اپنی مایہ ناز کتاب الانساب (۵) میں ان سندھی علماء اور محدثین کا ذکر کیا ہے، جنہوں نے دیبل اور منصورہ میں بڑے مدارس قائم کئے۔ سندھ کے دارالحکومت منصورہ کی بنیاد عربوں نے رکھی تھی اسے علمی فیضان، دینی مدارس اور خصوصاً حدیث کی تعلیم کے اعتبار سے بغداد ثانی کہا جاتا تھا۔ مشہور عرب سیاح علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد بشاری مقدسی المتوفی ۳۸۰ھ میں سندھ میں ۳۷۵ھ میں تشریف لائے، اپنی کتاب **احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم** میں سندھ کے دینی حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> **مذاهبهم اكثرهم اصحاب حديث ورأيت القاضى ابا محمد المنصورى داؤد يا اماما فى مذهبه وله تدريس وتصانيف قد صنف كتبا عدة حسنة. واهل الملتان شيعة يهو علون فى الاذان ويثنون فى الاقامة ولا تخلوالقصبات من فقهاء على مذهب ابى حنيفة رحمه الله وليس به مالكية ولا معتزلة ولا عمل للحنابلة انهم على طريقة مستقيمة ومذاهب محمودة وصلاح وعفة.(٦)**
>
> ''مسلمانوں میں اکثر اہلحدیث ہیں میں نے یہاں قاضی ابو محمد منصوری کو دیکھا جو داؤدی تھے اور اپنے مذہب کے امام تھے اور ان کا حلقہ درس تھا اور ان کی بہت اچھی تصنیفات ہیں۔ اہل ملتان شیعہ ہیں اذان میں اشہد ان علی ولی اللہ اور اقامت میں چار کی بجائے دو بار تکبیر کہتے ہیں۔ بڑے بڑے قصبات میں حنفی فقہاء بھی پائے جاتے ہیں لیکن یہاں مالکی اور حنبلی نہیں اور نہ معتزلی ہیں سیدھے اور صحیح مسلک پر ہیں اور نیکی اور پاکدامنی ہے۔''

فاتح ہند سلطان محمود غزنوی کی فتوحات کے وقت یہاں قرآن و حدیث کا دور دورہ تھا، چنانچہ امام ابن حزم فرماتے ہیں:

ثم افتتح السلطان العادل محمود بن سبکتکین فتوحات متصلات الی ان مات رحمه الله، بلاداً عظیمة فی الهند و هی الآن مسکونة بالمسلمین، معمورة بطلاب الحدیث والقرآن، والغالب علیها، والحمدلله رب العالمین مذهب الظاهر (۷)

''پھر سلطان محمود بن سبکتگین نے مسلسل اپنی فتوحات کو جاری رکھا اللہ اس پر رحم کرے یہاں تک کہ اس نے وفات پائی انہوں نے ہندوستان میں بڑے بڑے ممالک فتح کئے اور اب یہ (ارض ہند) مسلمانوں کا وطن ہے جو قرآن و حدیث کے طالب علموں سے معمور ہے اور اس پر ظاہری مذہب غالب ہے اور تعریف اللہ کی ہے جو جہانوں کو پالنے والا ہے۔''

سندھ میں عربوں کی قائم کردہ دیبل اور منصورہ کی اسلامی ریاستوں کے خاتمہ کے بعد رفتہ رفتہ مرور زمانہ اور گردش لیل و نہار کی وجہ سے محدثین اور علم حدیث کے علمبرداروں کی آمد و رفت کم ہوگئی اور کتاب و سنت کے فیض کا سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔

ہندوستان میں علم حدیث سے اس بے اعتنائی کا تذکرہ مولانا سید عبدالحی حسنی اپنی کتاب ''**الثقافة الاسلامیه فی الهند**'' میں اس طرح کرتے ہیں:

''جب سندھ میں عربوں کی حکومت ختم ہوگئی اور ان کے بجائے غزنوی اور غوری سلاطین سندھ پر قابض ہوئے اور خراسان ماوراء النہر سے سندھ میں علماء آئے تب علم حدیث اس علاقہ میں کم ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ معدوم ہوگیا اور لوگوں میں شعر و شاعری، فن نجوم، فن ریاضی اور علوم دینیہ میں فقہ و اصول فقہ کا رواج زیادہ ہوگیا۔ یہ صورتحال عرصہ تک قائم رہی۔ یہاں تک کہ علمائے ہند کا خاص مشغلہ یونانی فلسفہ رہ گیا اور علم تفسیر و حدیث سے غفلت بڑھ گئی۔ مسائل فقہ کے سلسلہ میں جو تھوڑا سا تذکرہ کتاب و سنت میں آجاتا تھا بس اسی مقدار پر قانع تھے۔ فن حدیث میں امام صغانی کی مشارق الانوار کا رواج تھا۔ اگر کوئی شخص اس فن میں زیادہ ترقی کرتا تھا تو امام بغوی کی مصابیح السنة یا مشکوٰۃ پڑھ لیتا تھا اور ایسے شخص کے بارے میں یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ محدث ہوگیا اور یہ سب محض اس لئے تھا کہ لوگ عام طور پر ہندوستان میں اس فن کی اہمیت و مرتبت سے ناواقف تھے۔ وہ لوگ اس علم کی طرف سے بالکل غافل تھے نہ اس علم کے ائمہ کے حال سے واقف تھے اور نہ اس علم کا ان کے درمیان کوئی چرچا تھا محض تبرکاً مشکوٰۃ شریف پڑھا کرتے تھے ان کے لئے سب سے زیادہ سرمایہ علم فقہ کی تحصیل تھا۔''(۸)

علامہ محمد معین ٹھٹوی سندھی المتوفی ۱۱۶۱ھ مقدمہ دراسات اللبیب میں بھی یہی شکوہ کرتے ہیں:

وان بلاد السند والهند من هذا الخطب عارية، والغفلة علی اهلها عن ذلك طارية، وفی سويداء قلوبهم سارية، فقد طلبنا العلم فيها بالكدو السهر ومسحنا علماء ها فی الفحص بطناً مع الظهر، واحطنا شأنهم من حين طويل من الدهر، فما منهم من احديهم بالحديث وبثه، والعمل به وحثه، فهم من تعاطی علمه فی التقاعد القبيح وصار قصاری امرهم فی ذلك "مشكوٰة المصابيح" فلم تر فی اكثر من خمسين عاما من حاز الصحيحين منهم اتماما فما مارسوه الا قليلا ومع ذلك لم يتخذوه دليلا (۹)

"اور بیشک سندھ اور ہند کا علاقہ اس بہت بڑی فضیلت سے محروم ہے اور ان کے باشندوں پر اس کے متعلق غفلت طاری ہے اور یہ غفلت ان کے دلوں میں گھر کر چکی ہے۔ ہم نے بڑی محنت اور جانفشانی سے علم حاصل کیا اور اس علاقے کے علماء کی تلاش میں دن رات ایک کر دیا اور بڑے طویل عرصہ سے ان علماء کے حالات کا احاطہ کیا ان میں سے ایک بھی ایسا عالم نہیں ہے جس نے حدیث کی تعلیم وتعلم، نشر و طلب پر اپنا وقت صرف کیا ہو۔ یہ ایسے لوگ ہیں جو علم حدیث سیکھنے کے معاملہ میں قبیح سستی کا شکار ہیں اور علم حدیث میں ان کی جدوجہد کی انتہا مشکوٰۃ المصابیح ہی کو پڑھ لینا ہے۔ گذشتہ پچاس برسوں میں آپ کو ایسا کوئی نہیں ملے گا جس نے صحیحین کی تکمیل کی ہو بس کوئی تھوڑا ہی وقت لگایا پھر بھی بطور دلیل اس کو نہیں لیا۔"

علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی اس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"دوسرے شیخ الہند شاہ ولی اللہ دہلویؒ ہیں جو اس وقت ہندوستان میں اٹھے جب بقول مخدوم محمد معین ٹھٹوی سندھی نصف صدی تک یہ حال تھا کہ حدیث کی کتابوں کو ہاتھ لگانے تک کا رواج نہیں تھا۔ ہمارے استاد مولوی عبداللہ کھڈہری سندھی جو اب تک زندہ ہیں ان کا کہنا ہے کہ ہمیں صرف برکت کی خاطر ربع مشکوٰۃ پڑھاکر مولویت کی ڈگری دی جاتی تھی۔" (۱۰)

ان عمومی حالات کے باوجود یہاں کچھ ایسی ہستیاں بھی نظر آتی ہیں، جنہوں نے اس ... اعتدالی اور جمود کی فضا میں خدمت حدیث کی شمع روشن رکھی۔ ان میں شیخ حسن صغانی، شیخ علی متقی، شیخ محمد طاہر پٹنی، شیخ ابوالحسن سندھی، شیخ محمد حیات سندھی، شیخ محمد عابد سندھی، مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی

سندھی، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ برصغیر میں حدیث کا جو چرچا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے خاندان، شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث دہلوی، نواب صدیق حسن خان اور نواب وحید الزمان حیدرآبادی کی تدریسی و تصنیفی خدمات سے ہوا اس میں کوئی بھی ان کا سہیم و شریک نہیں۔ ان کی کاوشوں سے حدیث کی نشر و اشاعت کے مراکز قائم ہوئے۔ درس حدیث کے مستقل حلقے وجود میں آئے۔ مدارس میں صحاح ستہ تحقیق کے ساتھ پڑھنے کا رواج ہوا، شروح حدیث کا دور شروع ہوا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ایسے وسیع و عظیم کتب خانے قائم ہوئے، جن کی مثال بلاد عربیہ میں بھی نظر نہیں آتی تھی۔ کتب حدیث کے تراجم ہوئے، جن سے عامۃ المسلمین اور غیر عربی دانوں میں عمل کی تحریک اور اتباع سنت کا شوق ہوا۔ اجازت حدیث اور سند کا دور آیا اور ہندوستان اس فن کا ایسا مرکز بن گیا کہ مصر کے جلیل القدر عالم علامہ رشید رضا صاحب مصنف تفسیر المنار کے قلم سے یہ الفاظ نکلے:

ولو لا عناية اخواننا علماء الهند بعلوم الحديث فی هذه العصر لقضی عليها بالزوال من امصار الشرق فقد ضعفت فی مصر والشام والعراق والحجاز منذ القرن العاشر للهجرة حتی بلغت منتهی الضعف فی اوائل هذا القرن الرابع عشر. (۱۱)

"اگر دور حاضر میں علوم حدیث میں ہمارے بھائی علمائے حدیث ہند توجہ نہ فرماتے تو اب تک بلاد مشرق میں علوم حدیث پر زوال آچکا ہوتا۔ جیسا کہ مصر، شام، عراق اور حجاز میں دسویں صدی ہجری سے ضعف آچکا ہے۔ حتیٰ کہ اب چودھویں صدی کی ابتدا میں علوم حدیث میں زوال اور کمزوری اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔"

سرزمین سندھ پر راشدی خاندان کی علمی خدمات کسی بھی طرح کم نہیں ہیں۔ اس سلسلہ کا ایک ایک دانہ درشہوار ہوتا آیا ہے۔ سندھ میں دوسرا خاندان شاذ و نادر نظر آئے گا جس نے علم کی اتنی خدمت کی ہو۔ علم و ادب کے ہر گوشہ میں اس خاندان نے گوہر پیدا کئے۔ تاریخ، سیرت، رجال، حدیث، فقہ، لغت، حکمت، فلسفہ، ادب و شعر میں مستند اور مانے ہوئے ماہر پیدا ہوئے، جنہوں نے علمی آبیاری سے پوری سندھ کو سیراب کیا۔ اس خاندان کو سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید کی جماعت مجاہدین کی میزبانی کا اعزاز حاصل ہے۔ راشدی خاندان کے مورث اعلیٰ سید محمد راشد جن کی طرف خاندان منسوب ہے، انہوں نے اپنے بیٹے سید صبغت اللہ شاہ کو دستار یعنی پگڑی عنایت کی، ان کی اولاد پیر پگاڑا کہلائی اور دوسرے بیٹے سید محمد یاسین شاہ کو جھنڈا عنایت کیا، جس کی وجہ سے ان کی اولاد پیر آف جھنڈا کہلائی۔ اس طرح یہ خاندان دو حصوں میں تقسیم ہوگیا۔ (۱۲)

پیر صبغت اللہ شاہ بڑے عالم باعمل تھے اور علمی کتب خانہ کے مالک تھے۔ جس میں نادر و نایاب کتابیں جمع تھیں۔ سید احمد شہید کے نواسے سید حمیدالدین ان کے کتب خانہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

''در خانہ سید مذکور کتب خانہ عجیب و غریب بہ نظر آمد کہ ہرگز درخانہ سلاطین و امراء نبودہ باشد، پانزدہ ہزار جلد نامی از کتب معتبرہ دراں موجود است از انجملہ صد دیوان فارسی بہ خط ولایت مطلا شست و پنج جلد تفاسیر معتبرہ، پنج جلد مکرر از شاہنامہ فردوسی سہ مع تصاویر و مطلا، احادیث ہر قدر کہ مشہور اند مع شروح و جامع الاصول و تیسیر الوصول سہ جلد مکرر احیاء العلوم وسہ جلد مکرر فتوحات مکیہ و ہر جلد شاہانہ''۔(۱۳)

ترجمہ: ان کا کتب خانہ بڑا عجیب و غریب تھا سلاطین امراء کے پاس بھی ایسا کتب خانہ نہ ہوگا پندرہ ہزار جلد کتب معتبرہ اس میں موجود ہیں سو دیوان فارسی کے ایرانی خط میں مطلا پینسٹھ جلدیں معتبر تفسیروں کی، شاہنامہ فردوسی کے پانچ نسخے جن میں سے تین مصور و مطلا تھے حدیث کی تمام معتبر کتابیں مع شروح، جامع الاصول تیسیر الوصول، احیاء العلوم اور فتوحات مکیہ کے تین تین نسخے اور سب جلدیں شاہانہ۔

حدیث کے ساتھ ان کی محبت کا یہ عالم تھا کہ شاہ فقیر اللہ علوی کی وفات کے بعد ان کے کتب خانہ سے صحیح بخاری کا ایک نسخہ پیر سید صبغت اللہ نے تبرکاً منگوایا۔ جب لوگ اس نسخے کو لیکر آئے تو پیر صبغت اللہ نے ہزاروں آدمیوں کے ساتھ اپنے والد کے استاد کے اس نسخہ کا استقبال کیا اور اس نسخہ کے حصول کو اپنی بڑی خوش قسمتی سمجھا۔(۱۴)

پیر جھنڈو خاندان:

سندھ میں قرآن و حدیث کی دینی اہمیت کو واضح کرنے، مشرکانہ رسوم و بدعات کے خلاف جہاد اور علم کی شمع روشن کرنے میں جھنڈائی خاندان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ پیر محمد یاسین شاہ راشدی صاحب العلم اول ۱۲۱۲ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد سید محمد راشد سے حاصل کی اور خدمت دین میں لگ گئے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں دعوت و اصلاح کا کام جاری رکھا۔ ۱۲۶۸ھ میں موجودہ گاؤں پیر جھنڈو میں قیام پذیر ہوئے۔ چند سال زندہ رہنے کے بعد آپ ۱۲۷۵ھ میں فوت ہوئے۔(۱۵)

ان کی وفات کے بعد ان کے بڑے فرزند پیر فضل اللہ شاہ سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ لیکن

خاندانی اختلافات کی وجہ سے حروں کے ہاتھوں شہید کردیئے گئے۔ (۱۶)

ان کے بعد ۱۲۸۷ھ میں ان کے بھائی سید رشید الدین شاہ سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ آپ ۱۲۵۴ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے دینی علوم کی تکمیل کے بعد اپنے حلقہ احباب کی اصلاح و تربیت کرکے انہیں شرک و بدعت کے خلاف منظم کیا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے وقت آپ ۲۳ سال کے جوان تھے۔ سندھ کے مسلمانوں نے جنگ آزادی میں بھرپور حصہ لیا، جس کے ردعمل میں انگریزوں نے ان پر ظلم وستم کے پہاڑ ڈھائے اور وحشت ناک سزائیں دیں۔ اس وقت دیندار مسلمانوں نے فیصلہ کیا کہ اسلامی تعلیم وتبلیغ سے اتحاد پیدا کرکے لوگوں میں آزادی کی روح پھونکی جائے اور انہیں جہاد کے لئے تیار کیا جائے۔ اسی خیال سے پیر صاحب نے ''پیر جھنڈو'' میں دینی مدرسہ قائم کیا اور کتب خانہ کی بنیاد ڈالی۔ آپ کی علمی مجالس میں کئی علماء شریک ہوتے تھے۔ ان مجالس میں مولانا عبیداللہ سندھی بھی کبھی کبھی امروٹ ضلع سکھر سے آکر شریک ہوتے تھے۔ (۱۷) ان کے متعلق مولانا عبیداللہ سندھی لکھتے ہیں کہ:

> ''مولانا رشید الدین صاحب العلم الثالث کی صحبت سے مستفید ہوا۔ میں نے ان کی کرامتیں دیکھیں ذکر اسماء الحسنٰی میں نے انہیں سے سیکھا وہ دعوت توحید و جہاد کے مجدد تھے۔'' (۱۸)

آپ نے اپنی جماعت سے شرک و بدعت کو ترک کرنے اور جہاد فی سبیل اللہ کے لئے بیعت لی۔ دینی مدرسہ اور علمی کتب خانہ کی وجہ سے ان کے ہاں علماء کی آمد و رفت رہتی تھی، جن میں مولانا عبیداللہ سندھی، پیر صاحب کے استاد مولانا قاضی عبدالغنی کیریو، حافظ محمد صدیق بھرچونڈی والے، خلیفہ غلام محمد دینپوری، مولوی حاجی محمد آخوند ہالائی، قاضی فتح محمد نظامانی قیصرائی قابل ذکر ہیں۔ پیر رشید الدین شاہ کے کہنے پر قاضی فتح محمد نظامانی نے سندھی زبان میں سورۃ بقرہ پارہ اول کی تفسیر بنام ''مفتاح رشد اللہ'' لکھی۔ آپ ۱۳۱۷ھ میں فوت ہوئے۔ (۱۹) آپ کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند علامہ سید ابو تراب رشد اللہ شاہ راشدی مسند نشین بنے۔

علامہ سید ابو تراب رشد اللہ شاہ راشدی:

آپ کی ولادت ۱۲۷۷ھ میں ہوئی۔ آپ کی تعلیم و تربیت خاص علمی اور دینی ماحول میں ہوئی۔ آپ کے والد سید رشید الدین شاہ نے اپنی اولاد کی تعلیم کے لئے معقول انتظام کیا۔ مشہور عالم قاضی عبدالغنی کھڈہری، قاضی فتح محمد نظامانی قیصرائی اور مولانا عبیداللہ سندھی سے تعلیم حاصل کی۔ آپ نے

حدیث کی سند شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث دہلوی اور امام محمد بن علی شوکانی کے شاگرد شیخ حسین بن محسن انصاری یمانی سے حاصل کی۔ دینی علوم کی تکمیل کے بعد آپ نے پوری زندگی اسلام کے لئے وقف کردی۔ آپ کی علمی و ادبی خدمات کا دائرہ نہایت وسیع ہے۔ (۲۰)

آپ نے سندھ کے لوگوں میں قرآن و حدیث کے علم کی اشاعت و تبلیغ کے لئے ۱۹۰۱ء مطابق ۱۳۱۹ھ میں گوٹھ پیر جھنڈو میں مدرسہ دارالرشاد کی بنیاد رکھی اور مولانا عبیداللہ سندھی کو صدر مدرس مقرر فرمایا اور دیگر نامور علماء کرام کی خدمات حاصل کیں۔ اس مدرسہ میں سندھ کے علاوہ ہندوستان، ایران اور وسطی ایشیا سے طالب علم آتے تھے اور مدرسہ کے ماہر اساتذہ کی تعلیم سے مستفیض ہوکر گوہر نایاب بن کر نکلے، جن میں مولانا احمد علی لاہوری، مولانا محمد اکرم انصاری ہالائی، علامہ سید احسان اللہ شاہ بن سید رشد اللہ شاہ، مولانا ضیاء الدین شاہ ولد سید رشد اللہ شاہ، مولانا سید عبداللہ سربازی اور مولانا دین محمد شیخ بہاولپوری قابل ذکر ہیں۔ مدرسہ کے معائنہ اور امتحان کے لئے چوٹی کے علماء کو مدعو کیا جاتا تھا، جن میں مولانا حسین بن محسن انصاری یمانی، مولانا شیخ الہند محمود الحسن، مولانا اشرف علی تھانوی اور ڈاکٹر ضیاء الدین وائیس چانسلر علی گڑھ یونیورسٹی شامل ہیں۔ اس مدرسہ کے خوش نصیب فارغ التحصیل علماء نے جگہ جگہ مدارس کھولے اور علم کی شمع روشن کی اس لئے مدرسہ دار الرشاد کو ام المدارس کہا جاتا تھا۔ (۲۱)

آپ کا دوسرا بڑا کارنامہ مدرسہ دارالارشاد کے ساتھ ایک عالیشان کتب خانہ کا قیام تھا۔ آپ نے خاندانی کتب خانہ میں توسیع کی اور نہایت علمی کتابیں جمع کیں۔ مختلف ممالک سے نادر و نایاب کتابیں خریدیں اورنقل کرواکر جمع کیں۔ آپ ۱۳۲۳ھ میں جب حج پر گئے تو مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے کتب خانوں سے حدیث کے فن کی منتخب کتابیں نقل کروائیں۔ امام شوکانی کی ارشاد الفحول اس وقت دو سو روپے میں خریدی جو چھپنے کے بعد صرف دو روپے میں فروخت ہو رہی تھی۔ اسی طرح بمبئی اور حیدرآباد دکن کی طرف اپنے خاص کاتب بھیج کر مشہور نادر کتابیں خریدیں اورنقل کروائیں۔ مولانا زین العابدین آروی کے کتب خانہ سے ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا مخطوط السنن الکبریٰ للبیہقی دس جلدیں خریدیں۔ سندھ کے قدیم کتب خانہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی کی کتابیں اور سیوہن کے قدیم کتب خانہ کی کتابیں لاکر جمع کیں۔ چند سالوں میں پیر جھنڈو کے کتب خانہ نے وہ شہرت حاصل کی کہ دور دراز کے اسلامی ممالک کے علماء اور دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن والوں نے بھی اس علمی لائبریری سے کتابیں نقل کروائیں۔(۲۲)

مولانا عبیداللہ سندھی اپنی خود نوشت سوانح میں لکھتے ہیں کہ: ”کتب خانہ پیر صاحب العلم

گوٹھ پیر جھنڈا ضلع حیدرآباد: راشدی طریقہ کے پیر صاحب العلم کے پاس علوم دینیہ کا کتب خانہ تھا۔ دوران مطالعہ میں وہاں جاتا رہا اور کتابیں مستعار بھی لاتا رہا۔ میرے تکمیل مطالعہ میں اس کتب خانہ کے فیض کا بڑا دخل تھا...... پھر حضرت مولانا ابوالتراب رشداللہ صاحب العلم الرابع سے علمی صحبتیں رہیں وہ علم حدیث کے بڑے جید عالم اور صاحب تصانیف تھے۔"(۲۳)

علامہ رشد اللہ شاہ کو مطالعہ کا بے انتہا شوق تھا۔ اپنے مطالعہ اور معلومات کو عوام الناس تک پہنچانے کے لئے آپ نے ۷۰ سے زائد سندھی، عربی، اردو اور فارسی میں کتابیں تصنیف کیں۔ آپ نے فن حدیث میں جو کتابیں تصنیف فرمائیں ان کا ذکر مندرجہ ذیل ہے:

۱- **تجرید بخاری** کا سندھی ترجمہ

۲- **كشف الاستار عن رجال معاني الآثار**: علامہ طحاوی کی شرح معانی الآثار کے رجال پر علامہ بدر الدین عینی کی کتاب مغانی الاخیار فی اسماء رجال معانی الآثار کا اختصار کیا گیا ہے۔ یہ کتاب دارالاشاعت دیوبند سے ۱۳۴۹ھ میں شائع ہوچکی ہے۔

۳- **الاعلام برواة الامام**: مسند امام ابو حنیفہ کے ان رجال کے احوال پر مشتمل ہے جن کا تقریب التھذیب میں ذکر نہیں ہے۔ اس کا ایک مخطوطہ المکتبة العالیة العلمیة درگاہ شریف میں اور دوسرا مخطوطہ المکتبة الراشدیہ آزاد پیر جھنڈو میں موجود ہے۔

۴- **نشاط الراغبين فى تخريج احاديث صراط الطالبين**: سید محمد یاسین شاہ راشدی کی کتاب صراط الطالبین کی احادیث کی تخریج کی گئی ہے۔ اس کا مخطوطہ المکتبة العالیة العلمیة درگاہ شریف پیر جھنڈو میں موجود ہے۔

۵- **شابيب العسجد فى تخريج احاديث مكاتيب مرشدنا الارشد**: پیر محمد راشدؒ کے مکتوبات میں ذکر کردہ احادیث کی تخریج کی گئی ہے۔ اس کا مخطوطہ المکتبة الراشدیہ آزاد پیر جھنڈو میں موجود ہے۔

۶- **تحقيق حديث انا احمد بلاميم**: اس روایت کے سب طرق جمع کرکے ان پر کلام کیا گیا ہے کہ یہ روایت موضوع ہے۔ اس کا مخطوطہ المکتبة العالیة العلمیة درگاہ شریف میں موجود ہے۔

۷- **تحقيق حديث فرق ما بيننا وبين المشركين العمائم على القلانس**: اس روایت

کی تحقیق و تخریج کی گئی ہے۔

۸- **سمر آخرت ترجمہ سندھی سفر السعادۃ:** علامہ مجدد الدین فیروز آبادی کی کتاب **سفر السعادۃ** کا سندھی ترجمہ اور اس کی احادیث کی تخریج کی گئی ہے۔

آپ نے تحریک خلافت میں بھرپور حصہ لیا۔ فروری ۱۹۲۰ھ میں لاڑکانہ کی خلافت کانفرنس جس میں مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا عبدالباری، مولانا شوکت علی شریک تھے، اس کانفرنس کی صدارت پیر رشد اللہ شاہ نے کی تھی۔ آپ کا صدارتی خطاب تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کو پابند سلاسل بھی کیا گیا، لیکن اپنے عزم و ارادہ پر مستمر رہے۔ آپ نے ٦ شعبان ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۳ اپریل ۱۹۲۳ء وفات پائی۔ آپ کے صاحبزادوں میں مولانا سید ضیاء الدین شاہ راشدی اور مولانا سید احسان اللہ شاہ راشدی کی بڑی خدمات ہیں۔ (۲۴)

مولانا ضیاء الدین شاہ راشدی:

سید ضیاء الدین شاہ راشدی ۱۳۰۴ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے مدرسہ دارالرشاد میں تعلیم حاصل کی۔ ماہ شعبان ۱۳۲۷ھ میں مدرسہ دارالرشاد پیر جھنڈو کے پہلے جلسہ تقسیم اسناد میں آپ کی دستار بندی ہوئی، جس کی صدارت علامہ قاضی حسین بن محسن انصاری یمانی نے کی تھی۔ آپ نے سنن ترمذی شریف کا سندھی میں ترجمہ کیا تھا اور علم میراث کی کتاب سراجی کی احادیث کی تخریج بنام عون اللطیف فی تخریج احادیث السراجیہ کی تھی۔ (۲۵)

مولانا سید احسان اللہ شاہ راشدی:

آپ کی ولادت ۲۷ رجب ۱۳۱۳ھ میں ہوئی۔ آپ نے مدرسہ دارالرشاد میں جید اساتذہ مولانا عبیداللہ سندھی، مولانا محمد، مولانا اللہ بخش صاحب، مولانا احمد علی لاہوری صاحب، مولوی خدا بخش اور مولانا محمد اکرم انصاری ہالائی سے حاصل کی۔ دینی علوم کی تکمیل کے بعد آپ نے خاندانی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے قرآن و حدیث کی خدمت کو نہ صرف جاری رکھا، بلکہ اس میں ایک نئی روح پھونکی۔ آپ کا حلقہ احباب نہایت وسیع تھا۔ ہندوستان بلکہ اس سے باہر کے کئی علماء سے ان کا تعلق تھا۔ خصوصاً سلطان ابن سعود سے خاص دوستی اور خط و کتابت رہتی تھی۔ آپ کا طریقہ خالص کتاب و سنت پر عمل تھا۔ اس لئے آپ کو ''سنت والے'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ فن اسماء الرجال میں کمال حاصل تھا۔ ایک دفعہ مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری نے آپ کے پاس آ کر کچھ دن قیام کیا۔ علم رجال پر کافی گفتگو ہوئی۔ مولانا صاحب جب واپس ہوئے تو فرمایا کہ آج اگر کوئی اسماء الرجال کا

امام ہے تو پیر احسان اللہ شاہ راشدی ہے۔ (۲۶)

علامہ سید سلیمان ندوی نے آپ کی وفات پر مجلّہ معارف میں فرمایا:

"علمی حلقوں میں یہ خبر غم و افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ جھنڈو گوٹھ ضلع حیدرآباد (سندھ) کے مشہور عالم پیر احسان اللہ شاہ صاحب جو قلمی کتابوں کے بڑے عاشق تھے۔ چوالیس برس کی عمر میں ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو اس دنیا سے چل بسے۔ مرحوم حدیث و رجال کے بڑے عالم تھے۔ ان کے کتب خانہ میں حدیث وتفسیر و رجال کی نایاب قلمی کتابوں کا بڑا ذخیرہ تھا۔ ان کے اس شوق کا یہ عالم تھا کہ مشرق و مغرب، مصر و شام، عرب و قسطنطنیہ کے کتب خانوں میں ان کے کاتب و ناسخ نئی قلمی کتابوں کی نقل پر مامور رہتے تھے۔ مرحوم ایک خانقاہ کے سجادہ نشین اور طریق سلف کے متبع اور علم وعمل دونوں میں ممتاز تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم پر اپنے انوار رحمت کی بارش فرمائے۔"(۲۷)

آپ نے خاندانی مدرسہ دارالرشاد اور مکتبہ پر خاص توجہ دی۔ علم حدیث و دیگر علوم سے اتنا گہرا لگاؤ تھا کہ کئی ممالک مثلاً شام، مصر، مدینہ منورہ، مکہ معظمہ اور ہندوستان کے کئی شہروں سے زرکثیر خرچ کرکے نایاب کتابیں نقل کروائیں۔ اپنے خاص کاتب قاضی لعل محمد اور مولانا قطب الدین ہالیجوی کو حیدرآباد دکن بھیج کر نواب عثمان علی خان کے کتب خانہ سے کئی کتابیں نقل کروائیں۔ آپ دائرۃ المعارف العثمانیہ دکن کے اراکین میں سے تھے۔ مکتبہ دائرۃ المعارف سے جو بھی کتاب چھپتی تھی وہ آپ کے کتب خانہ عالیہ علمیہ کو اعزازی طور پر ملتی تھی۔

دائرۃ المعارف العثمانیہ دکن والوں نے جب پہلی مرتبہ السنن الکبریٰ للبیہقی اور مستدرک حاکم طبع کروائیں تو اس وقت ان کے پیش نظر جو قلمی نسخے تھے ان میں ایک نسخہ پیر احسان اللہ شاہ صاحب کے مکتبہ کا تھا جیساکہ انہوں نے دونوں مطبوعہ کتابوں میں ان کے قلمی نسخوں کے ذکر میں صراحت سے تحریر کیا ہے۔ آپ کے علمی ذوق کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ تاریخ بغداد جو ابھی چھپی نہیں تھی۔ آپ نے ۱۹۲۸ء میں دارالکتب المصریہ قاہرہ سے ۱۵-۱۶ سو روپے خرچ کرکے اس کی فوٹو اسٹیٹ حاصل کی۔ جو کافی عرصہ کے بعد طبع ہوئی۔ امام ابونعیم اصبہانی کی "تاریخ اصفہان" کا فوٹو اسٹیٹ انڈیا آفس لائبریری لندن سے ڈاکٹر کرنکو لائبریرین کی معرفت حاصل کیا۔ کرنکو کی وساطت سے جرمنی حکومت تک صحیح ابن خزیمہ اور دوسری تفاسیر کے لئے بھی کوشاں رہے، لیکن کامیاب نہ ہوسکے۔ بہرحال کتب خانہ میں نادر و نایاب کتب کا بڑا ذخیرہ جمع کیا۔ آپ نے مدرسہ دارالرشاد کی

ترویج و ترقی میں خصوصی دلچسپی لی۔ آپ کے دور میں ملک کے چپہ چپہ سے طلبہ نے آکر کتاب و سنت کی تعلیم حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تصنیف و تالیف کا خصوصی ملکہ عطا فرمایا تھا۔ آپ نے سنن ابن ماجہ کی شرح **خیمة الزجاجه فی شرح ابن ماجه** لکھی، لیکن مکمل نہ کرسکے اور ۴۵ برس کی عمر میں مورخہ ۱۵ شعبان ۱۳۵۸ھ فوت ہوئے۔ آپ کے صاحبزادے علامہ سید محبّ اللہ شاہ راشدی اور علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی مشہور محدث تھے۔ (۲۸)

علامہ سید محبّ اللہ شاہ راشدی:

آپ کی ولادت گوٹھ پیر جھنڈو نیو سعید آباد میں مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۲۱ء مطابق ۲۹ محرم ۱۳۴۵ھ ہوئی۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے مدرسہ دارالرشاد میں حاصل کی جو ان کے والد سید احسان اللہ شاہ صاحب کی نگرانی میں جاری تھا۔ آپ کے اساتذہ میں حافظ محمد امین متوہ، مولانا ولی محمد کیریو، مولانا محمد اسماعیل افغان، مولانا عبدالوہاب، مولانا حمید الدین، مولانا محمد اکرم انصاری ہالائی، مولانا عبیداللہ سندھی، مولانا محمد مدنی، مولانا محمد خلیل، مولانا عبدالحق بہاولپوری، مولانا ابو سعید شرف الدین دہلوی، مولانا عطاء اللہ حنیف اور والد گرامی سید احسان اللہ شاہ راشدی شامل ہیں۔

آپ نے سندھ یونیورسٹی سے فاضل عربی اور شعبہ ثقافت اسلامی و تقابل ادیان میں ایم اے کیا اور درس و تدریس اور دعوت و تبلیغ میں مصروف ہوگئے۔ مدرسہ دارالرشاد کے ساتھ اورنٹیل کالج قائم کیا جو سندھ یونیورسٹی کے ماتحت آٹھ برس تک چلتا رہا۔ کتابیں جمع کرنے کا انہیں بیحد شوق تھا۔ اپنے خاندانی کتب خانہ کی توسیع و ترقی میں خوب حصہ لیا۔ نادر و نایاب کتابوں کے حصول میں زر کثیر خرچ کیا اور آبائی کتب خانہ میں مختلف علوم و فنون کے ہزاروں مخطوط و مطبوع کتابوں کا اضافہ کیا۔ آپ نے کتابوں کے حصول کے لئے امرتسر دہلی کے سفر کئے، ترکی کے علمی مرکز استنبول، برطانیہ کے اسفار اور حج کے متعدد مواقع پر زیادہ وقت کتابوں کی تلاش و حصول میں صرف کیا۔ اس لئے ان کا **المکتبة العالیة العلمیه** آج بھی ہزاروں مطبوعات و مخطوطات کا خزانہ تسلیم کیا جاتا ہے۔

کتابیں جمع کرنے کے ساتھ باقاعدہ مطالعہ و تحقیق میں مصروف رہتے تھے۔ چنانچہ انہیں علم تفسیر، حدیث، فقہ، فن رجال، فلسفہ، تاریخ، اصول، عربی ادبیات وغیرہ علوم پر گہری نظر و عبور حاصل تھا۔ فن خطابت و تدریس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تصنیف و تالیف کا خصوصی ملکہ عطا کیا تھا۔ علوم حدیث سے قلبی لگاؤ تھا۔ اسماء الرجال پر دسترس و گہری نظر تھی۔ آپ نے عربی، سندھی اور اردو میں ۶۰ سے اوپر کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں ۱۷ عربی، ۲۵ اردو اور ۲۲ سندھی زبان میں ہیں۔ ان

کے علاوہ متعدد تحقیقی مقالات و مضامین اور فتاوے تحریر فرمائے۔ یہ تصانیف تفسیر، حدیث و اسماء الرجال، فقہی مسائل، تاریخ و سوانح شروح و حواشی، سفر نامے، ردود و مباحث وغیرہ پر مشتمل ہیں۔

علم حدیث میں تصانیف:

۱- **التعلیق النجیح علی الجامع الصحیح للبخاری:** یہ صحیح بخاری شریف کی عربی میں مختصر اور جامع شرح و تعلیق ہے۔

۲- **کشف اللثام عن تراجم الرواۃ الاعلام الذین یروون حدیث لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب خلف الامام:** کتاب القرأۃ خلف الامام للبیہقی کی اس روایت کے راویوں کے حالات و تعارف پر مشتمل ہے۔

۳- **طریق السداد وفضل المقال فی تراجم الرجال الثقات النبال الذین لیس لھم ذکر فی تھذیب الکمال:** اس کتاب میں ان ثقات راویوں کے تراجم و حالات ذکر کئے گئے ہیں جن کا تہذیب الکمال للمزی میں ذکر نہیں ہے۔

۴- **ثقات الرجال الملتقتۃ من تاریخ جرجان:** تاریخ جرجان للسھمی میں جن ثقہ راویوں کا ذکر ہے ان کو اس کتاب میں ترتیب کے ساتھ جمع کیا ہے۔

۵- **التعلیق لمحب الحسینی علی التقریب للعسقلانی:** یہ کتاب تقریب التھذیب لابن حجر العسقلانی پر تعلیق و حواشی پر مشتمل ہے۔

۶- **الاحادیث الضعاف مع بیان الی الموجب للتضعیف:** اس کتاب میں ضعیف روایات کا ذکر اور ان کے ضعف کی وجوہ بیان کی گئی ہیں۔

۷- **الثقات المذکورۃ فی تاریخ بغداد وغیرہ من الکتب الخطیب فی اثناء التراجم لکن لیس لھم ذکر فی التھذیب والتقریب:** امام ابوبکر خطیب بغدادی کی تاریخ بغداد اور ان کی دیگر کتب میں تراجم کے دوران مذکور ان ثقہ و معتبر راویوں کو جمع کیا ہے جن کا تقریب التھذیب اور تہذیب التھذیب میں ذکر نہیں ہے۔

۸- **تسکین القلب المشوش باعطاء التحقیق فی تدلیس الثوری والاعمش:** اس کتاب میں امام سفیان ثوری اور اعمش کی تدلیس پر تحقیق کی گئی ہے۔

۹- **التعلیقات علی صحیح ابن حبان:** صحیح ابن حبان پر حواشی و تعلیقات لکھے ہیں۔

ان کتابوں کے مخطوطات ان کے المکتبة العالیة العلمیة میں موجود ہیں۔

آپ کے شاگردوں میں ان کے چھوٹے بھائی سید بدیع الدین شاہ راشدی، شیخ حمدی عبدالمجید سلفی عراقی، یعقوب بن موسیٰ الھوساوی، ابو ایوب ممدوح بن فتحی نور، مولانا محمد ابراہیم اعوان، بیٹے مولانا سید محمد قاسم شاہ راشدی، مولانا مولا بخش محمدی، مولانا دوست محمد لکھمیر، مولانا گل محمد لوہار، مولانا عبداللہ نہڑیو، مولانا محمد حسین ظاہری اور حافظ مطیع الرحمٰن سیالکوٹی وغیرہ شامل ہیں۔

آپ نے مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۹۵ء مطابق ۱۹ شعبان ۱۴۱۵ھ داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کی نماز جنازہ چھوٹے بھائی سید بدیع الدین شاہ راشدی نے پڑھائی۔ آپ کے صاحبزادہ سید محمد قاسم شاہ راشدی مدرسہ دارالرشاد اور المکتبة العالیة العلمیة کو بحسن و خوبی سنبھالے ہوئے ہیں۔ تشنگان علم و تحقیق کی رہنمائی کیلئے ہمہ وقت مستعد ہیں۔ (۲۹)

علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی:

آپ کی ولادت گوٹھ پیر جھنڈو میں ۱۰ جولائی ۱۹۲۴ء مطابق ۱۸ ذوالحج ۱۳۴۳ھ ہوئی۔ اپنے آبائی درسگاہ مدرسہ دارالرشاد میں تعلیم حاصل کی۔ آپ نے جن اساتذہ سے کسب فیض کیا ان میں حافظ محمد امین متوہ، مولانا ولی محمد کیریو، مولانا قطب الدین ہالیجوی، مولانا بہاؤ الدین جلال آبادی، مولانا محمد مدنی، مولانا عبداللہ کھڈھری، مولانا محمد عمر کھڈھری، مولانا محمد خلیل اور سید محبّ اللہ شاہ شامل ہیں۔ ان کے علاوہ جن نامور علماء کرام سے علم حدیث کی اجازت اور سند حاصل کی ان میں بڑے بھائی سید محبّ اللہ شاہ راشدی، مولانا عبدالحق بہاولپوری مکی، مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری، مولانا حافظ عبداللہ روپڑی، مولانا ابو اسحاق نیک محمد امرتسری، مولانا ابو سعید شرف الدین دہلوی اور مولانا عبیداللہ سندھی شامل ہیں۔

آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ مدرسہ دار الرشاد میں شروع کیا۔ اس کے ساتھ آبائی کتب خانہ سے بھرپور فائدہ اٹھاکر مطالعہ میں خوب اضافہ کیا۔ تقریر وتحریر کے ذریعے سندھ کے شرک و بدعت کے ایوانوں میں توحید و سنت کی دعوت پہنچانے کا حق بحسن و خوبی ادا کیا۔ قرآن و حدیث کی خالص تعلیمات کو عام کیا۔ اس سلسلہ میں مصائب و تکالیف صبر کے ساتھ برداشت کیں۔

۱۹۵۵ء میں نیو سعید آباد میں شہر سے متصل آزاد پیر جھنڈو نامی گاؤں آباد کیا۔ وہاں مدرسہ محمدیہ اور ''مکتبہ راشدیہ'' کی بنیاد رکھی۔ مدرسہ میں منتہی طلبہ کو صحیح بخاری اور تفسیر ابن کثیر پڑھاتے

رہے۔ اندرون ملک اور بیرون ملک سے کثیر تعداد میں تشنگان علم ان سے فیضیاب ہوئے۔ حج بیت اللہ کے متعدد مواقع پر بیت اللہ شریف، مسجد نبوی اور مدینہ یونیورسٹی وغیرہ مقامات پر عربی و اردو میں دروس و خطابات کا سلسلہ جاری رکھا۔ جہاں عوام کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے علماء و زعماء بھی شریک ہوتے تھے۔ ۱۹۷۵ء میں بمع اہل وعیال مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ تین سالہ قیام کے دوران دارالحدیث الخیریہ مکہ مکرمہ اور المعہد الحرم المکی میں تدریس کی خدمات سرانجام دیں۔ برصغیر، عرب و افریقی ممالک کے ہزاروں علماء و طلباء ان کے دروس و محاضرات سے مستفید ہوئے۔ ۱۹۷۹ء میں وطن واپس آکر تدریس اور تقریر و تحریر کے ذریعہ دعوت و اصلاح کے کام میں مشغول ہوگئے۔ وقت بوقت یورپ، امریکا، مشرق وسطی ہندوستان و بنگلہ دیش کے تبلیغی دورے کئے اور بین الاقوامی کانفرنسوں سے خطاب کیا۔ آپ نے نادر و نایاب قیمتی کتب پر مشتمل مکتبہ راشدیہ بڑی محنت و عرق ریزی سے جمع کیا۔ تفسیر، حدیث، اسماء الرجال، تاریخ، فقہ، منطق، فلسفہ و لغت کے علاوہ متعدد علوم وفنون کی تقریباً دس ہزار کتب جمع کیں۔

آپؒ نے مختلف موضوعات پر ڈیڑھ سو کے قریب عربی، اردو اور سندھی میں کتابیں تصنیف کیں۔ آپ نے سندھی زبان میں قرآن کریم کی مفصل و جامع تفسیر "بدیع التفاسیر" لکھی۔ "مقدمة التفسیر" ۳۰۷ صفحے، سورۃ فاتحہ کی تفسیر بنام **احسن الخطاب فی تفسیر ام الکتاب** ۴۹۴ صفحے، **بشری البررة فی تفسیر سورة البقرہ** ۳ جلدیں ۱۹۰۰ صفحے، **آلاء الرحمن فی تفسیر سورة آل عمران** ۵۷۴ صفحے، **النداء والدعاء فی تفسیر سورة النساء** ۵۴۲ صفحے، **الماهده فی تفسیر سورة المائده** ۳۸۸ صفحے، **الاحکام فی تفسیر سورة الانعام، الالفاق فی سورة الاعراف** ۶۳۳ صفحے، **الانوال فی تفسیر سورة الانفال، البراعة فی تفسیر سورة البراء ة** ۶۰۹ صفحات پر مشتمل ہیں۔ مقدمہ کے ساتھ دس جلدیں شایع ہوچکی ہیں۔ باقی دو جلدیں زیر طبع ہیں جن میں **یونس فی تفسیر سورة یونس، الهود فی تفسیر سورة هود، یوسف فی تفسیر سورة یوسف، الرشد فی تفسیر سورة الرعد** اور **تفسیر سورة ابراهیم** شامل ہیں۔ آپ ان تیرہ پاروں کی تفسیر لکھ سکے تھے۔

علم حدیث میں آپ نے جو تفصیلی خدمات سرانجام دیں ان میں سے کچھ اہم کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے:

۱- **السمط الابریز حاشیہ مسند عمر بن عبدالعزیز**: امام ابوبکر بن الباغندی کی جمع کردہ مسند عمر بن عبدالعزیز کی تخریج و تعلیق ہے جو مکتبہ فاروقیہ ملتان سے شائع ہوچکی ہے۔

۲- المرأة لطرق حديث من كان له امام فقرأة الامام له قرأة: اس کتاب میں آپ نے اس روایت کے جملہ طرق جمع کئے ہیں اور ان پر تفصیلی کلام کرکے اسے سخت ضعیف ثابت کیا ہے۔ ۲۵۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب آپ نے بیس برس کی عمر میں تصنیف فرمائی تھی۔ اس وقت جن علمائے کرام نے اس پر تقاریظ لکھیں اور تحقیق کی تعریف کی، ان میں آپ کے برادر اکبر سید محب اللہ شاہ راشدی، مولانا محمد اسماعیل سلفی گوجرانوالہ، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی، مولانا عبداللہ روپڑی، مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی، مولانا احمد الدین گکھڑوی، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، مولانا عبدالرحیم پچھمی رحیم آبادی اور مولانا عبدالحق بہاولپوری وغیرہم شامل ہیں۔

۳- تهذيب الاقوال فيمن له فى المرأة من الرجال: اس کتاب میں "المرأة لطرق حديث من كان له امام فقراء ة الامام له قراء ة" کے رجال کے احوال بیان کئے ہیں۔

۴- جلاء العينين بتخريج روايات البخارى فى جزء رفع اليدين: اس کتاب میں امام بخاری کی جزء رفع الیدین کی روایات کی تخریج کی گئی ہے۔ ۲۱۳ صفحات کی یہ کتاب ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد نے ۱۹۸۳ء میں شائع کی ہے۔ ۱۹۸۹ء میں مؤسسة الكتب الثقافية بیروت سے اور ۱۹۹۶ء میں دار ابن حزم بیروت سے اس کے دو ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں۔

۵- توفيق البارى لترتيب جزء رفع اليدين للبخارى: جزء رفع الیدین للبخاری کی روایات کی ترتیب دی گئی ہے۔ یہ کتاب مجلة الجامعة السلفيه بنارس ہند شمارہ مارچ ۱۹۸۵ء میں شائع ہوچکی ہے۔

۶- غاية المرام فى تخريج جزء القراء ة خلف الامام: امام بخاری کی جزء القراء ة خلف الامام کی تخریج کی گئی ہے۔

۷- جزء منظوم فى اسماء المدلسين: اس میں مدلس راویوں کے نام ان کے طبقات کی ترتیب کے ساتھ منظوم پیش کئے گئے ہیں۔

۸- القنديل المشعول فى تحقيق حديث اقتلوا الفاعل والمفعول: اس رسالہ میں نبی ﷺ کی حدیث "من وجدتموه يعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل المفعول له" پر تحقیق کی گئی ہے۔

۹- منجد المستجيز لرواية السنة والكتاب العزيز: یہ کتاب آپ کی ثبت الاسانید ہے

اس میں آپ نے ۱۵۹ ائمہ کرام تک اپنا سلسلہ اسناد پہنچایا اور ثابت کیا ہے۔

۱۰- **القول اللطيف فی الاحتجاج بالحديث الضعيف:** اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے کہ کن حالات میں اور کن شرائط پر ضعیف حدیث سے استدلال کیا جاسکتا ہے۔

۱۱- **رفع الارتياب عن حكم الاصحاب:** اس کتاب میں صحابہ کرامؓ کی تعریف، فضائل و احکام ذکر کئے گئے ہیں۔

۱۲- **ازهار الحدائق فی تذكار من جمع احاديث خير الخلائق:** جن محدثین نے علم حدیث کی کتابیں جمع کی ہیں ان کا تذکرہ اور ان کی ہر کتاب سے ایک حدیث ذکر کی ہے۔

۱۳- **صريخ المهمد فی تخريج بلاغات مؤطا محمد:** اس کتاب میں مؤطا محمد کی بلاغات و تعلیقات کی تخریج کی گئی ہے۔

۱۴- **الاصابه مع الاصابه فی ترتيب احاديث البيهقی علی مسانيد الصحابة: السنن الكبری للبيهقی:** کی احادیث کو صحابہ کرامؓ کی مسانید کی ترتیب سے جمع کیا ہے۔

۱۵- **الالمام بتبويب لاحاديث الخطيب علی الاحكام:** امام خطیب بغدادی کی ''تاریخ بغداد'' میں وارد احادیث کو ابواب کی ترتیب پر جمع کیا ہے۔

۱۶- **فهرسة احاديث تاريخ مدينة السلام علی بتويب المسائل وترتيب الاحكام:** امام خطیب بغدادی کی تاریخ بغداد کی احادیث کی فہرست مسائل و احکام کی ترتیب پر لکھی ہے۔

۱۷- **التعليقات الراشدية علی شرح اربعين النوويه للشيخ محمد حيات السندی:** شیخ محمد حیات سندھی کی شرح اربعین نوویہ پر و تعلیقات لکھی ہیں۔

۱۸- **تحفة الاحباب فی تخريج احاديث قول الترمذی "وفی الباب":** اس کتاب میں سنن ترمذی میں امام ترمذی کے قول ''وفی الباب'' کی تخریج کی ہے۔

۱۹- **شيوخ الامام البيهقی (تراجمهم):** اس کتام میں امام بیہقی کے اساتذہ کے تراجم لکھے ہیں۔

۲۰- **الاربعينات فی الدينيات:** اس کتاب میں چالیس ابواب منعقد کئے ہیں اور ہر باب میں چالیس احادیث ذکر کی ہیں۔

یہ تمام کتب ان کے ذاتی کتب خانہ المکتبۃ الراشدیہ آزاد پیر جھنڈو نیو سعید آباد میں محفوظ ہیں۔

تلامذہ:

پاکستان کی ایک کثیر تعداد کے علاوہ دیگر کئی بلاد و امصار کے متعدد طلبہ نے آپ سے علم حاصل کیا اور حدیث کی اجازت لی۔ ان میں سے سب کا احصاء تو ناممکن ہے البتہ چند نام ذکر کئے جاتے ہیں:

۱- شیخ علی عامر یمنی سابق مدیر دارالحدیث الخیریہ مکۃ المکرّمۃ۔
۲- شیخ عمر بن محمد بن عبداللہ بن السبیل امام الحرم المکی۔
۳- شیخ عبدالقادر بن حبیب اللہ السندی رحمہ اللہ تعالیٰ سابق استاذ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ۔
۴- شیخ حمدی عبدالمجید سلفی عراقی۔
۵- شیخ ڈاکٹر بشار عواد معروف بغداد۔
۶- شیخ مقبل بن ہادی الوادعی یمن
۷- شیخ ڈاکٹر محمد احمد اسماعیل الاسکندریہ مصر
۸- شیخ عمر احمد سیف یمن۔
۹- شیخ محمد موسی نصر بحرین۔
۱۰- شیخ ابو سعید الیربوزی ترکی۔
۱۱- شیخ عاصم عبداللہ القریوتی استاذ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ۔
۱۲- شیخ سعیدی بن مہدی الہاشمی استاذ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ۔
۱۳- شیخ ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن عبدالجبار الفریوائی جامعہ سلفیہ بنارس ہند۔
۱۴- شیخ ابو الحارث علی بن حسن الیافی الاردنی۔
۱۵- شیخ محمد موسیٰ افریقی۔
۱۶- شیخ یعقوب بن موسیٰ ہوساوی مکۃ المکرّمۃ۔
۱۷- شیخ ربیع بن ہادی المدخلی السعودی۔
۱۸- شیخ وصی اللہ محمد عباس الھندی۔
۱۹- شیخ غلام اللہ رحمتی افغانی۔

۲۰- شیخ بدر بن عبداللہ البدر کویت۔
۲۱- شیخ عبداللہ السبت کویت۔
۲۲- شیخ محمد بن ناصر العجمی کویت۔
۲۳- شیخ جاسم العون کویت۔

الغرض: مسلمانوں نے روز اول سے قرآن حکیم کے بعد احادیث کے متعلقہ علوم کی نشر و اشاعت میں مقدور بھر کوششیں کیں۔ بقول مولانا مناظر احسن گیلانی ''حدیث مسلمانوں کا ہی نہیں بلکہ پوری انسانیت کی اہم ترین تاریخ کا معتبر ترین ذخیرہ ہے۔''

اسی سرچشمہ ہدایت، علم نبوت سے امت مسلمہ کے ایسے عظیم نفوس مقدسہ سیراب ہوئے جو دنیا کے چپے چپے میں اپنے تن من دھن کی بازی لگاکر اسی مقدس مشن (یعنی اشاعت حدیث) کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچاکر لایزال طائفۃ من امتی منصورین الخ کے مقدس مشن کی تکمیل کی سعادت سے سرفراز ہوئے۔

بہرحال میں نے سندھ کے صرف ایک علمی خانوادہ ''پیر آف جھنڈہ'' کی خدمات حدیث پر اجمالاً چند معروضات پیش خدمت کیں وہ اس خاندان نے سیاسی انارکی اور نامساعد حالات کے باوجود عصری تقاضوں سے ہم آہنگ انتہائی اعلیٰ قسم کی تحقیقی و تدقیقی خدمات حدیث سرانجام دیں۔ ان کی مفصل تفصیل کے لئے ایک علیحدہ کتاب درکار ہوگی۔ خلاصہ یہ ہے کہ حجیت حدیث، فن حدیث، دفاع حدیث اور علوم حدیث پر ازمنہ ماضی سے جو اہم موضوعات منتشر اور بکھرے ہوئے تھے، پیر آف جھنڈو کے بزرگوں نے ان کڑیوں کو نہ صرف آپس میں مربوط کیا، بلکہ ان کی جانفشانیوں اور محنتوں سے سنت کی والہانہ عقیدت سے محبت کی مثالی لو جگمگا اٹھی۔ **''واشرقت الارض بنورربھا''** کے مصداق اس علمی خاندان کی خدمات جلیلہ کے باعث حدیث، اصول حدیث، رجال، غرائب الحدیث، موضوعات، متون، اربعینات، شروح، تخریجات، اطراف، اسانید، علل اور بعض اہم موضوعات پر گرانقدر کارہائے نمایاں سرانجام دیئے، جن کا مفصل تعارف تو کجا ذکر و شمار بھی تھکا دینے والا کام ہے۔ لہٰذا ان مختصر معروضات پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات اور محنتیں قبول فرمائے اور یہ سلسلہ تا ابد قائم و دائم رکھے۔ آمین۔

حواشی و حوالہ جات

(۱) صحیح بخاری کتاب العلم ص۱۶

(۲) سنن ابوداؤد ص۵۲۵

(۳) سنن ترمذی کتاب العلم ص۶۰۳

(۴) شرف اصحاب الحدیث للخطیب البغدادی ص۲۸

(۵) الانساب للسمعانی ۵:۴۳۹، ۶۹:۲۶۹، ۷:۴۵۶

(۶) احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم للبشاری المقدسی ص۳۶۳

(۷) جمل فتوح الاسلام بعد رسول اللہ ﷺ لابن حزم الملحق مع جوامع السیرۃ ص۳۵۰

(۸) تاریخ دعوت و عزیمت سید ابوالحسن علی ندوی ص۵:۱۷۸

(۹) دراسات اللبیب مخدوم محمد معین ٹھٹوی (مقدمہ)

(۱۰) خطبات راشدیہ سید بدیع الدین شاہ راشدی ص۷۷

(۱۱) مفتاح کنوز السنۃ لمحمد فؤاد عبدالباقی (مقدمہ)

(۱۲) راشدی خاندان کا شجرہ سید فیض الدین شاہ ص۱۵-۱۸

(۱۳) سیرت سید احمد شہید غلام رسول مہر ص۲۶۰

تاریخ دعوت و عزیمت سید ابوالحسن علی ندوی حصہ ششم جلد اول ص۴۷۶

(۱۴) تذکرہ صوفیائے سندھ اعجاز الحق قدوسی ص۱۷-۲۷۰

تفسیر بدیع التفاسیر سید بدیع الدین شاہ راشدی ص۲:۵۱۲

(۱۵) تذکرہ مشاہیر سندھ مولانا دین محمد وفائی ص۲۶۸/۶

(۱۶) راشدی خاندان کا شجرہ سید فیض الدین شاہ ص۵۶

(۱۷) مقالہ "پیر جھنڈو کا کتب خانہ" مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی صاحب ماہنامہ الولی اپریل مئی ۱۹۷۸ء

(۱۸) مولانا عبیداللہ سندھی کی سرگذشت کابل مولانا عبداللہ لغاری ص۹

(۱۹) "پیر رشید الدین شاہ جھنڈے والے کا کلام" مقالہ پی ایچ ڈی سندھ یونیورسٹی از سید محمد صالح بخاری

- ماہنامہ شریعت سکھر سوانح حیات نمبر جلد ۹ شمارہ ۱-۴ ص۴۰۷

- تذکرہ مشاہیر سندھ مولانا دین محمد وفائی ص۳:۲۱۴

(۲۰) ماہنامہ شریعت سکھر سوانح حیات نمبر ص۴۰۹

(۲۱) "مدرسہ دارالرشاد پیر جھنڈو" مضمون مولانا عبدالقادر لغاری مجلّہ الرحیم حیدرآباد شمارہ ۱-۲ ۱۹۶۵ء

- "سندھ کی اسلامی درسگاہ" ڈاکٹر محمد جمن ٹالپر ص۴۵۱

(۲۲) مقالہ "پیر جھنڈو کا کتب خانہ" مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی ماہنامہ الولی اپریل مئی ۱۹۷۸ء

- "سندھ میں کتب خانوں کی تاریخ" ڈاکٹر الٰہ رکھیو بٹ ص۳۴

- تاریخ کتب خانہ راشدیہ پیر جھنڈو سید ہاشم شاہ نقوی مونو گراف ایم- اے لائبریری سائنس سندھ

یونیورسٹی-جامشورو

(۲۳) مولانا عبیداللہ سندھی کی سرگذشت کابل مولانا عبداللہ لغاری ص۹

(۲۴) ''کلام رشداللہ'' ڈاکٹر سید محمد صالح شاہ بخاری مونو گراف ایم - اے سندھی سندھ یونیورسٹی ص۵

- مقالہ ''علامہ رشد اللہ راشدی'' از ڈاکٹر مدد علی قادری سہ ماہی مہران تحریک آزادی نمبر شمارہ ۱-۲ ۱۹۸۵ء

- ''مہران نقش'' ڈاکٹر وفاء راشدی ص۲۰۲

- ''صوفیائے سندھ اور اردو'' پروفیسر محمد معین الدین دردائی ص۲۷۳

- فہرس المخطوطات المکتبۃ العالیۃ العلمیۃ درگاہ شریف پیر جھنڈو۔

- فہرس المخطوطات المکتبۃ الراشدیہ آزاد پیر جھنڈو نیو سعید آباد۔

(۲۵) ماہنامہ شریعت سکھر سوانح حیات نمبر ص۴۱۲

- تفسیر بدیع التفسیر - سید بدیع الدین شاہ راشدی ص۵۱۳/۲

(۲۶) ماہنامہ شریعت سکھر سوانح حیات نمبر ص۴۱۳

- ''پیر احسان اللہ شاہ راشدی'' مضمون ڈاکٹر نبی بخش بلوچ سہ ماہی مہران سوانح نمبر شمارہ ۳-۴ ۱۹۵۷ء ص۱۵۳

(۲۷) یادرفتگان سید سلیمان ندوی ص۱۸۶

(۲۸) ''سید احسان اللہ شاہ راشدی'' از پروفیسر مولا بخش محمدی ماہنامہ ترجمان الحدیث لاہور دسمبر ۱۹۷۸ء

- صوفیائے سندھ اور اردو - پروفیسر محمد معین الدین دردائی ص۲۸۲

(۲۹) ''تذکرہ علماء اہلحدیث'' پروفیسر محمد یوسف سجاد ص۲۷۳:۳

- ''کاروان سلف'' محمد اسحاق بھٹی ص۳۷۹

- ''صوفیائے سندھ اور اردو'' پروفیسر معین الدین دردائی ص۲۸۷

- ''سندھ میں اردو'' ڈاکٹر شاہدہ بیگم ص۳۵۳

- ''خود نوشت سوانح حیات'' سید محب اللہ شاہ راشدی مخطوط المکتبۃ العالیۃ العلمیۃ درگاہ شریف پیر جھنڈو۔

- مقدمہ تفسیر بدیع التفاسیر پیش لفظ از پروفیسر محمد جمن کنبھر

- فہرس المخطوطات المکتبۃ العالیۃ العلمیۃ درگاہ شریف پیر جھنڈو۔

(۳۰) ''تذکرہ علماء اہلحدیث'' پروفیسر محمد یوسف سجاد

- ''کاروان سلف'' محمد اسحاق بھٹی ص۴۴۳

- ''صوفیائے سندھ اور اردو'' پروفیسر محمد معین الدین دردائی ص۲۹۲

- ''سندھ میں اردو'' ڈاکٹر شاہدہ بیگم ص۳۵۵

- جہود مخلصۃ فی خدمۃ السنۃ المطہرۃ - ڈاکٹر عبدالرحمٰن الفریوائی ص۲۰۲

- اللغۃ العربیۃ فی الباکستان - ڈاکٹر محمود محمد عبداللہ مصری ص۴۲۶

- مقدمہ تفسیر بدیع التفاسیر پیش لفظ پروفیسر محمد جمن کنبھر

- توحید خالص سید بدیع الدین شاہ راشدی ترجمۃ المؤلف از سید نور اللہ الراشدی

- فہرس المخطوطات المکتبۃ الراشدیۃ آزاد پیر جھنڈو نیو سعید آباد۔